❁❁❁ تقریر ❁❁❁

تقریر بابت خاندان مسیح موعودؑ
وقت 5-7 منٹ

سیرت حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ

اللہ تعالیٰ قرآن کریم میں فرماتا ہے:

وَلٰكِنَّ اللّٰهَ يَهْدِىْ مَنْ يَّشَآءُ ۚ وَهُوَ اَعْلَمُ بِالْمُهْتَدِيْنَ (القصص:57)

ترجمہ: لیکن اللہ جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے اور وہ ہدایت پانے کے اہل لوگوں کو خوب جانتا ہے۔

کوئی ضائع نہیں ہوتا جو ترا طالب ہے
کوئی رسوا نہیں ہوتا جو ہے جویاں تیرا
آسماں پر سے فرشتے بھی مدد کرتے ہیں
کوئی ہوجائے اگر بندہ فرماں تیرا

معزز سامعین! آج میری تقریر کا موضوع ”سیرت حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ“ ہے۔

حضرت مرزا سلطان احمدؓ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے سب سے بڑے صاحبزادے تھے جو آپ علیہ السلام کی حرم اوّل حرمت بی بی صاحبہ کے بطن سے تھے۔ آپؓ کی پیدائش 1852ء میں ہوئی۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی شکل وشباہت بہت کچھ حضرت مسیح موعودؑ کے مشابہ تھی اور کچھ لکھا ہوا پڑھتے وقت گنگنانے کی آواز حضرت مسیح موعودؑ کی آواز سے بالکل ملتی تھی۔ آپ نہایت متواضع اور وسیع الاخلاق انسان تھے۔ قوتِ تحریر اور زورِ قلم آپ نے ورثہ میں پایا تھا۔

صاحبزادہ مرزا سلطان احمدؓ صاحب نے اگرچہ باقاعدہ طور پر تو تعلیم حاصل نہیں کی تھی لیکن اس وقت کے دستور کے مطابق آپؓ کے والد نے دونوں بھائیوں مرزا فضل احمد صاحب اور صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے لیے گھر میں ہی ایک اتالیق محترم اللہ دتہ صاحب لودھی ننگل مقرر کیے تھے۔ اردو کے علاوہ فارسی میں بھی آپ کی ادیبانہ شان تھی اور عربی کی اُدبیات پر بھی عبور حاصل تھا۔ انگریزی زبان سے بھی ضروریات زمانہ کے لحاظ سے بہت واقف تھے۔ بچپن میں آپ نے حضرت مسیح موعودؑ سے بھی چند کتب سبقاً پڑھی تھیں، جن میں تاریخ فرشتہ، نحو میر اور گلستان و بوستان شامل ہیں۔ مرزا سلطان احمد صاحبؓ خود بیان کرتے ہیں کہ

”میں کتابیں سرہانے رکھ کر سوجایا کرتا تھا، بہت محنتی نہ تھا لیکن سبق سمجھ لیا اور کچھ یاد بھی رکھا، حضرت مسیح موعود علیہ السلام میرا آموختہ بھی سنا کرتے تھے اور مَیں بھول بھی جاتا مگر یہ کبھی نہ ہوا کہ پڑھنے کے متعلق مجھ سے ناراض ہوئے ہوں یا مجھے مارا ہو۔“

(سیرت مسیح موعودؑ از حضرت شیخ یعقوب علی عرفانیؓ جلد سوم صفحہ 377)

آپؓ اپنے والد حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی سچے دل سے عزت کرتے تھے اور شروع سے ہی ان کی سچائی اور بزرگی کے قائل تھے، لیکن دین کے معاملہ میں آپ کو زیادہ شوق اور شغف نہیں تھا۔ آپ نے خود لکھا ہے کہ میرے والد صاحب میری بعض کمزوریوں کی وجہ سے میرے فائدہ کے لئے مجھ پر ناراض بھی ہوئے اور میں صدق دل سے اعتراف کرتا ہوں کہ ان کی ناراضگی واجبی اور حق تھی۔

سامعین! 1884ء میں حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے تحصیلداری کا امتحان دینا چاہا۔ اس موقع پر آپ نے حضرت مسیح موعودؑ کی خدمت میں دعا کے لئے ایک رقعہ لکھ کر بھیجا۔ لیکن چونکہ یہ دنیاداری کا معاملہ تھا اور حضورؑ کی طبیعت ایسے معاملات میں دعا کی طرف مائل نہ ہوتی تھی اس لئے حضورؑ کو کراہت پیدا ہوئی۔ اس بارہ میں حضور علیہ السلام فرماتے ہیں: ”اس عاجز کے فرزند نے ایک خط لکھ کر مجھ کو بھیجا کہ جو میں نے امتحان تحصیل داری کا دیا ہے اس کی نسبت دعا کریں کہ پاس

ہو جاوے اور بہت کچھ انکسار اور تذلل ظاہر کیا کہ ضرور دعا کریں۔ مجھ کو وہ خط پڑھ کر بجائے رحم کے غصہ آیا کہ اس شخص کو دنیا کے بارے میں کس قدر ہم اور غم ہے۔ چنانچہ اس عاجز نے وہ خط پڑھتے ہی بہ تمام تر نفرت و کراہت چاک کر دیا اور دل میں کہا کہ ایک دنیوی غرض اپنے مالک کے سامنے کیا پیش کروں۔ اس خط کے چاک کرتے ہی یہ الہام ہوا کہ "پاس ہو جاوے گا" چنانچہ وہ لڑکا پاس ہو گیا۔"

(حیات طیبہ از عبد القادر سوداگر مل صفحہ 12)

سامعین! حضرت مسیح موعودؑ کے بڑے بھائی مکرم مرزا غلام قادر صاحب کی اہلیہ حرمت بی بی صاحبہ (تائی صاحبہ) کے کوئی اولاد نہ تھی اس لیے انہوں نے حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو متبنٰی بنایا ہوا تھا۔ آپؓ کی اِن تائی صاحبہ نے 1916ء میں حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔ اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کا الہام "تائی آئی" بھی پورا ہوا۔ حضرت مسیح موعودؑ کو چونکہ دنیاوی اموال اور جائیدادوں سے کوئی غرض نہ تھی اور کاروبار اور جائیداد کے سب انتظامات آپؑ کے بڑے بھائی مرزا غلام قادر صاحب کے ہاتھ میں تھے۔ چنانچہ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب اپنی ضروریات کے لئے اپنے تایا کی طرف ہی رجوع کرتے تھے اور اپنے والد صاحب سے بھی زیادہ تعلق اپنے تایا سے رکھتے تھے۔ وہ بھی آپ کو بیٹوں کی طرح عزیز رکھتے تھے۔ چنانچہ 9 جولائی 1883ء کو جب وہ لاولد فوت ہو گئے تو اُن کی اہلیہ حرمت بی بی صاحبہ حضورؑ کے پاس آئیں اور التجا کی مرزا غلام قادر کی جائیداد مرزا سلطان احمد کے نام بطور متبنّٰی کرا دیں۔ چنانچہ حضورؑ نے اپنی بھاوج کی دلداری کی خاطر تمام جائیداد مرزا سلطان احمد صاحب کے نام داخل خارج کرا دی اور اپنے نام نہیں کرائی۔ حالانکہ قانون کے مطابق وہ ساری جائیداد آپؑ کے نام منتقل ہو جانی تھی۔

صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے سرکاری ملازمت پٹواری کے عہدہ سے شروع کی اور درجہ بدرجہ ترقی کرتے ہوئے ڈپٹی کمشنر کے عہدے تک پہنچے۔ پٹواری سے قانون گو، پھر نائب تحصیل دار، پھر تحصیل دار، پھر اکسٹرا اسسٹنٹ کمشنر اور افسر خزانہ ہوئے اور ایک دفعہ مختصر زمانے کے لیے قائم مقام حاکم ضلع یا ڈپٹی کمشنر کے فرائض بھی آپ نے انجام دیے تھے۔ پنجاب کے اکثر اضلاع میں بحیثیت افسر محکمہ بندوبست فرائض انجام دیے۔۔ آپ نے ہمیشہ اپنے فرائض بڑی محنت، ذہانت اور انتہائی دیانت داری سے سرانجام دیئے اور جس جگہ بھی رہے، نیک نام رہے۔ سادہ لباس، سادہ طبیعت، انکسار اور مروت آپ کے مزاج کا خاصہ تھا۔ جب ریاست بہاولپور کے وزیر بنا کر بھیجے گئے تو وہاں پہنچتے ہی نہایت اعلیٰ قسم کا سارا فرنیچر اور دیگر ساز و سامان ایک کمرہ میں مقفل کروا دیا اور اپنے رہنے کے لئے صرف ایک سادہ کمرہ منتخب کیا۔ لباس اور رہائش کی طرح آپ کھانا بھی سادہ کھاتے تھے۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو اگرچہ حکومت برطانیہ نے "خان بہادر" کے خطاب سے نوازا تھا لیکن آپ یہ خطاب دوسروں کی طرح اپنے نام کے ساتھ استعمال نہ فرماتے تھے۔ ایک انگریز نے استفسار کیا تو آپ نے جواب دیا "یہ خطاب مجھے سرکار سے ملا ہے اور مرزا صاحب کا لقب باپ دادا سے ملا ہے۔ خان بہادر کا خطاب مشروط ہے اور مرزا صاحب کا خطاب غیر مشروط۔ اس لئے میں وہی خطاب عموماً اپنے نام کے ساتھ لکھتا ہوں جو ہر حال میں میرے نام کے ساتھ رہا اور رہے گا۔"

(حضرت مرزا سلطان احمد، مرتبہ میر انجم پرویز، صفحہ 15)

سامعین! حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کی پہلی شادی نومبر 1884ء میں ہوئی۔ اُس دن حضرت مسیح موعودؑ اپنی دوسری اہلیہ یعنی حضرت امّ المؤمنین سیدہ نصرت جہاں بیگم صاحبہؓ کو دلّی سے بیاہ کر قادیان لائے تھے۔ چنانچہ حضرت ام المومنینؓ کی ایک روایت ہے۔ حضرت مرزا بشیر احمد صاحبؓ سیرت المہدی میں تحریر فرماتے ہیں:

"بیان کیا مجھ سے حضرت والدہ صاحبہ نے کہ جس دن میں قادیان بیاہی ہوئی پہنچی تھی اُسی دن مجھ سے چند گھنٹے قبل مرزا سلطان احمد اپنی پہلی بیوی یعنی عزیز احمد کی والدہ کو لے کر قادیان پہنچے تھے اور عزیز احمد کی والدہ مجھ سے کچھ بڑی معلوم ہوتی تھیں۔"

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 211)

صاحبزادہ صاحب کی پہلی بیوی ایمہ ضلع ہوشیارپور کی رہنے والی تھیں۔ اُن سے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ پیدا ہوئے۔ پھر پہلی بیوی کی زندگی میں ہی صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب نے مرزا امام الدین کی لڑکی خورشید بیگم سے نکاح ثانی کر لیا تھا۔ چنانچہ ایک روایت اس کے متعلق یہ بیان ہوئی ہے:

"...مرزا سلطان احمد کی پہلی بیوی ایمہ ضلع ہوشیارپور کی رہنے والی تھی اور حضرت صاحب اس کو اچھا جانتے تھے۔ مرزا سلطان احمد نے اسی بیوی کی زندگی میں ہی مرزا امام الدین کی لڑکی خورشید بیگم سے نکاح ثانی کر لیا تھا اس کے بعد عزیز احمد کی والدہ جلد ہی فوت ہو گئی۔۔۔"

(سیرت المہدی جلد اول روایت نمبر 212)

حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کو اللہ تعالیٰ نے اولاد نرینہ سے نوازا۔ پہلی بیوی سے حضرت صاحبزادہ مرزا عزیز احمد صاحبؓ 3 اکتوبر 1890ء کو پیدا ہوئے اور حضرت اقدس مسیح موعودؑ کے دستِ مبارک پر بیعت کا شرف پایا اور اعلیٰ دینی و دنیاوی عہدوں پر فائز رہے اور ریٹائرمنٹ کے بعد آپ نے ساری زندگی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی خدمت کے لیے وقف رکھی۔ قیام پاکستان اور ہجرت کے بعد 16 جولائی 1949ء کو حضرت مصلح موعودؓ نے آپ کو صدر انجمن احمدیہ پاکستان کا ناظر اعلیٰ مقرر فرمایا۔ اس عہدے پر 20 سال تک فائز رہے۔ صاحبزادہ سلطان احمدؓ کی دوسری بیوی خورشید بیگم صاحبہ کے بطن سے 15 جو1905 ء میں صاحبزادہ مرزا رشید احمد صاحب پیدا ہوئے۔ انہوں نے حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے ہاتھ پر بیعت کی۔

حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو ذوق شعر و سخن وراثت میں ملا تھا۔ آپ خود بھی شعر کہتے تھے۔ آپ کی منظومات و غزلیات پر مشتمل ایک کتاب "چند نثری نظمیں" کے عنوان سے شائع شدہ ہے۔ علاوہ ازیں آپ اردو و فارسی شاعری کا نہایت گہرا مطالعہ اور انتہائی اعلیٰ ذوق رکھتے تھے۔ اپنی رواں تحریر میں نہایت عمدہ اشعار اور مصرعوں کا بے ساختہ اور برمحل استعمال کرتے۔ آپ کے شعری ذوق کی وسعت و عظمت اور گہرائی کا اندازہ آپ کے ان سینکڑوں مضامین سے بخوبی ہو سکتا ہے جو آپ نے زبان و ادب اور شعر کے متعلق تحریر کئے ہیں۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے 70 سے زائد کتب اور بے شمار مضامین تحریر فرمائے۔ آپؓ کی ایک معرکہ آراء کتاب "امثال" ہے جو کہ 315 صفحات پر مشتمل ہے اور 1911ء میں شائع ہوئی جس میں ضرب الامثال پر فلسفیانہ رنگ میں بحث کی گئی ہے۔

سامعین! حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحبؓ کو خدا تعالیٰ کی طرف سے الہام بھی ہوتے تھے۔ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی وفات کے حوالہ سے صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب بیان کرتے ہیں کہ مَیں جالندھر کے نواحی دیہات کے دورہ پر تھا اور گھوڑے پر سوار ہو کر جا رہا تھا کہ اچانک مجھے زور سے آواز سنائی دی: "ماتم پُرسی" اور اس کے ساتھ ہی مجھ پر شدید ہم و غم کی کیفیت طاری ہو گئی۔ چونکہ میرا زیادہ تعلق تائی صاحبہ سے تھا۔ اس لئے میرا ذہن سب سے پہلے اُنہی کی طرف منتقل ہوا کہ شاید ان کی وفات ہو گئی ہو۔ لیکن معاً بعد مجھے خیال پیدا ہوا کہ تائی صاحبہ کا مقام اللہ تعالیٰ کے حضور اتنا بلند نہیں کہ اللہ تعالیٰ خود ان کے لئے ماتم پُرسی کرے، چنانچہ مجھے یقین ہو گیا کہ حضرت والد ماجد وفات پا گئے ہیں اور وہی علو مرتبت کے اعتبار سے یہ مقام رکھتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ ان کے لئے اظہار تعزیت فرمائے۔ اس یقین کے پختہ ہونے پر گھوڑا تیز کر کے مَیں جالندھر شہر پہنچا اور سیدھا کچہری میں انگریز ڈپٹی کمشنر کے پاس جا کر درخواست دی کہ میرے والد صاحب کا انتقال ہو گیا ہے اس لئے مجھے پانچ دن کی رخصت دی جائے۔ وہ میری درخواست پڑھ کر کہنے لگے کہ آپ کے والد صاحب مشہور خلائق شخصیت تھے، ان کی علالت کی کوئی خبر یا اطلاع شائع نہیں ہوئی۔ کیا آپ کو تار ملا ہے کہ ان کی وفات اچانک ہو گئی ہے۔ میں نے جواباً کہا کہ مجھے الہام "ماتم پُرسی" ہوا ہے جس سے مَیں یقین کرتا ہوں کہ میرے والد صاحب وفات پا گئے ہیں۔ میری یہ بات سن کر وہ ہنس پڑے اور کہنے لگے کہ الہام و لہام کوئی چیز نہیں۔ یہ محض آپ کا وہم ہے۔ پھر کہا میں رخصت دینے میں روک نہیں ڈالتا۔ اگر آپ چاہیں تو پانچ دن سے زیادہ رخصت لے لیں لیکن اطمینان رکھیں کہ آپ کے والد صاحب خیریت سے ہیں۔ پھر جب مَیں سفر کی تیاری کر رہا تھا تو حضورؑ کی لاہور میں وفات اور جنازہ قادیان لے جانے کا تار بھی آ گیا جس میں قادیان پہنچنے کی ہدایت کی گئی تھی۔ اس پر مَیں تار لے کر حجّت تمام کرنے دوبارہ کچہری گیا تو ڈپٹی کمشنر صاحب تار دیکھ کر حیرت زدہ ہو گئے اور منہ میں انگلی ڈال کر کہنے لگے کہ: "یہ بات میری سمجھ سے بالا ہے۔"

(سیرت المہدی جلد دوم صفحہ 337-338)

اس سے کئی سال قبل بھی جب حضرت صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب کے برادر خورد صاحبزادہ مرزا فضل احمد صاحب کی وفات ہوئی تو بھی صاحبزادہ صاحب کو کشفاً ایک پوسٹ کارڈ دکھایا گیا جس پر درج تھا: أَخُوْكَ ڈائیڈ (Died) یعنی تیرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔

سامعین کرام! خاکسار نے جیسا کہ ابتداء میں سورۃ القصص کی تلاوت کی ہے کہ اللہ جسے چاہے ہدایت دے سکتا ہے اور وہ ہدایت پانے کے اہل لوگوں کو خوب جانتا ہے تو اسی خدائی حکم کے تحت حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے 1928ء میں اعلانِ احمدیت کیا تھا اور دسمبر 1930ء میں اپنی آخری بیماری کے دوران حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کے دست مبارک پر بیعت کر لی اور اس طرح حضرت مسیح موعودؑ کی پیشگوئی مصلح موعود کا یہ حصہ کہ "وہ تین کو چار کرنے والا ہو گا" فوق العادت رنگ میں پورا ہو گیا۔ حضرت خلیفۃ المسیح الاوّلؓ کو صاحبزادہ مرزا سلطان احمد صاحب سے انتہا درجہ کی محبت و الفت تھی اور وہ اکثر حضرت مسیح موعودؑ کے سامنے آپ کی بعض کتب کی تعریف کیا کرتے تھے اور منشاء یہ ہوتا تھا کہ حضورؑ کی نظر کرم صاحبزادہ صاحب کی طرف ہو جائے اور ان کے لئے دعا کریں۔ ایک دفعہ آپؓ نے اپنے معمول کے مطابق جب ذکر کیا تو حضورؑ نے فرمایا:

"مرزا سلطان احمد سے کہو کہ خدا سے صلح کر لے"

مرزا سلطان احمد صاحب کو بھی مدتوں قبل بذریعہ رؤیا یہ دکھایا گیا تھا کہ حضرت مسیح موعودؑ کھڑے ہیں اور وہاں ایک جگہ پر چار کرسیاں بچھی ہیں۔ حضورؑ نے آپ سے کہا کہ ایک کرسی پر تم بیٹھ جاؤ۔ حضرت مرزا سلطان احمد صاحب کو شروع ہی سے حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ساتھ بے حد عقیدت و شیفتگی تھی اور آپ کی روح تحریک احمدیت کو قبول کر چکی تھی مگر آپ کو اس کے اظہار و اعلان میں بہت تأمل تھا اور اس بات کا علم حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ کو بھی تھا۔ چنانچہ جون 1924ء میں حضورؓ نے آپ کے فرزند محترم مرزا رشید احمد صاحب کے خطبۂ نکاح میں ارشاد فرمایا کہ

"ان کے خاندان میں اب ایک ہی وجود ایسا ہے جس نے ابھی تک اس ہدایت کو قبول نہیں کیا جو حضرت مسیح موعودؑ لائے...جب سے مَیں نے ہوش سنبھالی ہے مَیں برابر ان کے لئے دعا کرتا رہتا ہوں کہ خدا تعالیٰ ان کو ہدایت دے۔ مَیں سنتا رہتا ہوں کہ وہ احمدیت کو ہدایت کی راہ ہی خیال کرتے ہیں مگر کوئی روک ہے جس کے لئے دعا کرنی چاہئے کہ خدا تعالیٰ اس روک کو ہٹا دے۔ آمین"

آخر یہ دعائیں مقبول ہوئیں اور اکتوبر 1928ء کے پہلے ہفتہ میں حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے احمدیت قبول کرنے کا اعلان شائع کروادیا اور دو سال بعد یعنی 25؍ دسمبر 1930ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی دستی بیعت کی توفیق پائی۔

حضرت ڈاکٹر حشمت اللہ خان صاحبؓ لکھتے ہیں کہ مَیں جناب مرزا سلطان صاحب کی خدمت میں حاضر ہوتا رہا تھا اور کبھی کبھی سلسلہ احمدیہ کا ذکر بھی ہو جاتا تھا۔ آخر اللہ تعالیٰ اپنے فضل سے وہ دن بھی لے آیا کہ مرزا صاحب موصوف کے اہل بیت کی طرف سے خاکسار کو بلایا گیا تا حضرت صاحب کی خدمت میں عرض کر کے حضور کو وہاں لے آؤں تا حضور بیعت لے لیں۔ میں نے حضورؓ کی خدمت میں جب عرض کیا تو حضورؓ اسی وقت اٹھ کھڑے ہوئے۔ پھر جب حضورؓ مرزا سلطان احمد صاحب کی چارپائی کے قریب کرسی پر بیٹھ گئے تو مَیں نے دیکھا کہ دونوں بھائیوں پر خاموشی طاری ہے اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ دونوں کے دل شرم و حیا سے لبریز ہیں۔ آخر کچھ توقّف کے بعد خاکسار نے مرزا صاحب موصوف کا ہاتھ پکڑ کر کہا کہ جب آپ بیعت کی خواہش ظاہر فرما چکے ہیں تو اپنا ہاتھ بڑھائیں اور بیعت کر لیں۔ چنانچہ انہوں نے ہاتھ بڑھایا اور بیعت شروع ہوگئی۔ حضورؓ دھیمی آواز سے بیعت کے الفاظ فرماتے اور مرزا سلطان احمد صاحب ان کو دہراتے جاتے تھے جس وقت یہ الفاظ فرمائے گئے کہ آج مَیں محمود کے ہاتھ پر اپنے تمام گناہوں سے توبہ کر کے احمدی جماعت میں داخل ہوتا ہوں تو میرے قلب کی عجیب کیفیت ہوگئی کہ ایک چھوٹے بھائی کو جو بڑے بھائی سے عمر میں بہت چھوٹا ہے بلکہ اس کی اولاد کے برابر ہے، خدا تعالیٰ نے وہ مرتبہ دیا ہے کہ وہ آج اپنے بڑے بھائی سے یہ الفاظ کہلوا رہا ہے۔ بیعت کے تمام الفاظ ختم ہو جانے پر حسبِ معمول حضورؓ نے دعا کے لیے ہاتھ اٹھائے تو دیگر حاضرین نے بھی ہاتھ اٹھا کر دعا میں شمولیت کی۔

(تاریخ احمدیت جلد 5 صفحہ 237-238)

حضرت خلیفۃ المسیح الرابعؒ نے خطبہ جمعہ 20؍ اپریل 1984ء میں فرمایا تھا کہ

"حضرت مرزا سلطان احمد صاحب رضی اللہ عنہ نے حضرت مسیح موعودؑ کی بیعت بہت بعد میں کی لیکن زندگی میں ایمان لے آئے تھے اور اپنے بیٹے حضرت مرزا عزیز احمد صاحبؓ کو خود نصیحت کی کہ بیعت کر لو۔ خود ایمان لانے کے باوجود بیعت نہیں کرتے تھے۔ جب بعض دوستوں نے پوچھا تو کہا کہ مَیں جانتا ہوں کہ میرا باپ سچا ہے لیکن میرے اندر کمزوریاں ہیں۔ میرا نفس مجھے شرمندہ کرتا ہے کہ تم اس قابل نہیں کہ اس عظیم باپ کی بیعت کر سکو۔"

(خطبات طاہر جلد سوم صفحہ 219-220)

سامعین! حضرت مسیح موعود علیہ السلام نے اپنی کتاب "سراج منیر" میں یہ خواب بیان فرمایا ہے کہ:

"پھر ایک آواز دینے والے نے آواز دی کہ ایک شخص جس کا نام سلطان بیگ ہے جان کندن میں ہے۔ میں نے کہا کہ عنقریب وہ مر جائے گا کیونکہ مجھے خواب میں دکھلایا گیا ہے کہ اُس کی موت کے دن صلح ہوگی"۔ یہ پیشگوئی بھی صاحبزادہ صاحب کی بیعت کے بعد اُن کے جلد انتقال سے پوری ہوئی۔ آپ کا نام سلطان تھا اور بیگ کا اشارہ آپ کی مغل ذات ہونے کی طرف تھا۔ پھر صلح کے دن موت سے مراد یہی معلوم ہوتا ہے کہ بیعت کرنے کے بعد اُسی سال کے اندر آپ کی وفات ہو جائے گی۔ لہٰذا حضرت مرزا سلطان احمد صاحب نے 25؍ دسمبر 1930ء کو حضرت مصلح موعودؓ کی دستی بیعت کی توفیق پائی اور صرف چھ ماہ بعد وفات پا گئے۔ آپؓ 80 سال کی عمر میں 2؍ جولائی 1931ء کی صبح انتقال فرما گئے۔ اُسی روز حضرت خلیفۃ المسیح الثانیؓ نے نماز جنازہ ادا کی اور حضرت مسیح موعودؑ کے مزار کے احاطہ میں تدفین ہوئی۔

3؍جولائی کو حضورؓ نے خطبہ جمعہ میں فرمایا:

”حضرت مسیح موعودؑ کا ایک الہام ہے وَلَا نُبْقِیْ لَکَ مِنَ الْمُخْزِیَاتِ ذِکْرًا یعنی ہم تیرے متعلق ایسی باتوں کو جو تیرے لیے شرمندگی اور رسوائی کا موجب ہو سکیں مٹا دیں گے۔ اس الہام کو مَیں دیکھتا ہوں کہ اُن عظیم الشان کلمات الٰہیہ میں سے ہے جو متواتر پورے ہوتے رہتے ہیں اور جن کے ظہور کا ایک لمبا سلسلہ چلا جاتا ہے۔ حضرت مسیح موعودؑ پر جو اعتراض کئے جاتے ہیں ان میں سے ایک اہم اعتراض یہ بھی تھا آپؑ کے رشتہ دار آپؑ کا انکار کرتے ہیں اور پھر خصوصیت سے یہ اعتراض کیا جاتا تھا کہ آپؑ کا ایک لڑکا آپؑ کی بیعت میں شامل نہیں... میں نے متواتر اس کثرت سے اس امر میں اللہ تعالیٰ سے دعائیں کیں کہ مَیں کہہ سکتا ہوں کہ میں نے ہزار دفعہ اللہ تعالیٰ سے دعا کی ہو گی اور میں یقین سے کہہ سکتا ہوں بغیر ذرہ بھر مبالغہ کے کہ بیسیوں دفعہ میری سجدہ گاہ آنسوؤں سے تر ہو گئی۔ اس وجہ سے نہیں کہ جس پر اعتراض کیا جاتا ہے وہ میرا بھائی ہے بلکہ اس وجہ سے کہ جس شخص کے متعلق اعتراض کیا جاتا تھا وہ حضرت مسیح موعودؑ کا بیٹا تھا اور اس وجہ سے کہ یہ اعتراض حضرت مسیح موعودؑ پر پڑتا تھا..... انہوں نے میری بیعت کرلی... اب حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے خاندان کے تقریباً سب آدمی بیعت میں داخل ہو چکے ہیں۔“

(خطبات محمود جلد 13 صفحہ 209-213)

جس نے دل تجھ کو دیا، ہو گیا سب کچھ اس کا
سب ثنا کرتے ہیں جب ہووے ثنا خواں تیرا

(کمپوزڈ بائی: عائشہ چوہدری۔ جرمنی)

✡✡✡✡